سوال

(120)جنازہ وغیرہ نمازوں میں زبانی نیت اوراس کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جنازہ وغیرہ نمازوں میں زبانی نیت اوراس کا حکم

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

چار تکبیر نماز جنازہ ثنا واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے حضرت محمد ﷺ، دعائیں واسطے حاضر میت کے منہ طرف کعبہ کی، پیچھے اس امام کے اللہ اکبر، اکثر جب کہیں نماز جنازہ میں شریک ہونے کا اتفاق ہوتا ہے، امام کے پیچھے یہ آوز گونجتی ہے، جیسے موذن جماعت کےلیے اقامت کہہ رہا ہو، عام لوگ بے چارے ان فقرات کو فرض نمازوں والی تکبیر سمجھے ہوئے ہیں، چنانچہ اگر کوئی امام جنازہ یہ مصنوعی الفاظ نہ کہلوائے تو کہتے ہیں، دیکھو جی بغیر تکبیر کے نماز کرا دی، حالانکہ تکبیر (یا اقامت) تو ایک ثابت شدہ متفقہ مسئلہ ہے، اور یہ کلمات کلیہ بے اصل ہیں، واضعین نے ان الفاظ کو نیت کےلیے وضع کر رکھا ہے، جب کہ نیت دل کا عمل ہے، زبان کا ہے ہی نہیں، اگرچہ نیت کی اہمیت سے انکار نہیں، بے شک انسان کو نیت کا پھل ملتا ہے۔ ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنیات ولکل امرئ ما نویٰ)) (صحیحین) لیکن اس کا تعلق دل سے ہے۔ زبان سے نہیں، مندرجہ حدیث کے تحت ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

((فالنیة عمل القلب وھی تنفع الناوی وان لم یعمل الاعمال واداءھا لا ینفعه دوننا))

''نیت دل کا فعل ہے، نیت کرنے والا عمل نہ بھی کرے، تو بھی حسن نیت اسے فائدہ دے جاتی ہے، اور بغیر نیت کیا ہوا کام مفید نہیں۔''

پھر یہ حدیث بھی درج فرمائی ہے۔

((مَن نَوىٰ حَسَنَةً فَلَم یَعمَلهَا کُتِبَت لَه حَسَنَةً وَمَن عَمِلهَا کُتِبَت لَه عَشراً))

''جو اچھی نیت کرے، اوراس کے مطابق کام نہ کرے، اس کےلیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور اگر کام کرے، تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''

جوہری رحمہ اللہ نے ((نَوَیتُ)) کا ترجمہ عزمت۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: ((النیة القصد وھو عزیمة القلب)) ''یعنی نیت عبارت ہے، قصد سے، اور قصد دل کے پختہ ارادہ کو کہتے ہیں۔'' امام بیضاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

((النية عبارة عن نبعاث القلب نحوماً يراه موافقا لغرض من جلب لقع او دفع ضر حالاًاو مالاًوالشرع خصعه بالارادة المتوجهة نحوالفعل لا بتغآء رضاء الله وامتثال حكمه)) (فتح الباری ص، جلد نمبر ا طبع دہلی)

''یعنی جلد یا بدیر جلب منفعت یا دفن مضرت کے لیے جو کام کیا جائے، اس کی طرف دل سے متوجہ ہونے کا نام نیت ہے، اصطلاح شرع میں نیت اس ارادہ کو کہتے ہیں، جو اللہ کی رضا جوئی، اور اس کی اطاعت کے پیش نظر ایک فعل کے کرنے پر کی جائے۔''

بعض علماء نے عمل قلب کے تین درجے مقرر کیے ہیں، وہ کہتے ہیں، پہلے عزم پیدا ہوتا ہے، پھر قصد کیا جاتا ہے، بعد میں نیت پیدا ہوتی ہے، ان حوالہ جات سے مقصود یہ ہے کہ نیت کا تعلق گوشت کے اس بیضوی ٹکڑے سے ہے، جو سینہ کے اندر لٹک رہا ہے، دکھائی دینے والی زبان سے نہیں، بعض متاخیرین فقہائے احناف اور شوافع سے (البتہ تلفظ بالنیۃ کو سنن میں (فرائض میں نہیں) شمار کیا ہے، مثلاً کتاب شرح وقایہ (سنن نماز کے ذکر میں ہے، والعقد مع لفظہ ص ۱۵۹) الفاظ کے ساتھ نیت کرنا اس پر مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے بڑا عمدہ حاشیہ لکھا ہے، فرماتے ہیں۔

((ھھُنا ثبت ثلث صور اولہا الاکتفاء بنیۃ القلب وھو مجزی اتفاقا وھو لطریقہ المشروعۃ الماثورۃ عن رسول اللہ ﷺ فلم یتقل عن احد ھم التکلم بنویت اوانوی صلوۃ کذا فی وقت کذا و نحو ذلک کما حققہ ابن الھمام رحمہ اللہ فی فتح القدیر وابن القیم فی زاد المعاد وقد فصلت ذالک فی السعایۃ وفی رسالتی اکام النفاش فی اداء الاذکار بلسان الفارش۔ وثالثھا الجمع بینھما وھو سنۃ علی ما فی تحفۃ الملوک ولیس بصحیح و مستحب علی ما فی المنیۃ ای بمعنی ما فعلہ العلماء واستحبوہ لا بمعنی ما فعلہ رسول اللہ ﷺ اور غب فانہ لم یثبت ذالک وعللوا استحبابہ وحسنہ بان فیہ موافقۃ بین القلب واللسان للعزیمۃ))

یعنی اس مسئلہ میں تین کل صورتیں ہیں،

(۱) دل کی نیت پر اکتفاء کرنا، یہ بالاتفاق کافی ہے، نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے یہی ثابت اور مروی ہے، اور میں نے فلاں نماز کی فلاں وقت میں نیت کی یا نیت کرتا ہوں وغیرہ، ایسا کہنا کسی ایک امام سے بھی ثابت نہیں، جیسا کہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اس کی تحقیق کی ہے، اور میں نے بھی سعایہ اور اپنے رسالہ آکام المنتسوس میں اس کو واضح کیا۔

(۲) دلی قصد کے بغیر زبان سے تلفظ کرنا یہ بالاتفاق ناکافی ہے۔

(۳) زبان اور دل دونوں کے ساتھ نیت کرنا تحفۃ الملوک کی عبارت کے مطابق یہ سنت ہے مگر یہ صحیح نہیں، اور منیہ میں اسے مستحب کہا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء نے اسے مستحب کہا ہے، نہ کہ نبی ﷺ نے ایسا کیا، یا ترغیب دلائی ہو، آنحضرت ﷺ سے یہ ثابت نہیں، ان علماء کے مستحب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دل اور زبان کی موافقت اور عزیمت پائی جاتی ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

((کان ﷺ اذا قام الی الصلوۃ قال اللہ اکبر ولم یقل شیئا قبلھا ولا یلفظ بالنیۃ ولا قال اصلی اللہ صلٰوۃ کذا مستقبل القبلۃ اربع رکعات اماماً او ماموما ولا قال اداء ولا قضاء ولا فرض الوقت وھذا عشرۃ بدع لم یتقل عنہ احد قط باسناد صحیح وَلَا ضعیف ولا مسند ولا مرسل لفظ واحدۃ منھا النیۃ بل وَلَا عن احد من اصحابہ ولا استحسنہ احد من التابعین وَلَا الائمۃ الاربعۃ))

''یعنی نبی ﷺ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دیتے تھے، اس سے پہلے کچھ نہ کہتے، کبھی نیت کا لفظ نہ بولتے، اور نہ ہی کبھی کبھی یوں کہا میں نماز پڑھتا ہوں اللہ کے لیے، فلاں نماز منہ طرف کعبہ کے چار رکعت امام یا مقتدی ادا یا قضا ای فرض وقت یہ دسوں کلمے بدعت ہیں، حضرت سے ایک کلمہ بھی ثابت نہیں۔ تابعین رحمہ اللہ اور ائمہ اربعہ رحمہ اللہ نے بھی اسے مستحسن نہیں قرار دیا۔'' (زاد المعارج جلد نمبر ا ص ۵۱)

حنفیہ کے نزدیک بھی زبانی نیت کی جو حیثیت ہے، وہ اس قول سے واضح ہو جاتی ہے۔

((ولو نوی الظهر وتلفظ بالعصر جزاءه لان المعتبر هو التعین بالقلب کذافی القنیة))

(حاشیہ شرح وقایہ ص ۱۵۹)

''یعنی اگر ظہر کی نیت کرے، اور زبان سے عصر کا لفظ بولے نماز ہوجائے گی، کیونکہ معتبر دل کی تعیین ہے۔''

اسی صفحہ پر شرح وقایہ کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

((ویکفی للنفل والتراویح وسائر السنن نیة مطلق الصلوة وللفرض شرط تعینه ولا نیة عدد رکعاته وللمقتدی نیة صلوته اوقتدائهٖ))

''یعنی نفل تراویح اور سب سنتوں کے لیے مطلق نماز کی نیت کرلینا کافی ہے، (نماز کی قسم کو متعین کرنے کی ضرورت نہیں) فرض نماز کو البتہ متعین کرلینا چاہیے، تعداد رکعت کی نیت کوئی نہیں، مقتدی کے لیے اتنا ہی کافی ہے، وہ یہ نیت کرے، میں امام کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہوں۔''

حاشیہ میں علامہ عبدالحئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

((لا تشترط نیة الاستقبال الی الکعبة علی الاصح))

''زیادہ صحیح بات یہی ہے، استقبال کعبہ کی نیت شرط نہیں۔''

نیز فرماتے ہیں۔

((ولا تشترط نیة تعین الامام ولو نوی ولو نوی الاقتداء بالامام یظن انه (یدخاف عمرو صح کذافی البحر حواله ایضاً))

''یعنیؔ تعین امام کی نیت شرط نہیں، اگر وہ زید کو امام سمجھ کر اقتداء کی نیت کرے، حالانکہ امام عمرو ہو تو نماز صحیح ہوگی، یعنی زبانی نیت کا مسئلہ کتاب وسنت میں تو خیر ہے ہی نہیں۔''

فقہائے حنفیہ کے نزدیک بھی راجح قول یہی ہے کہ اتنی رکعت نازمنہ طرف کعبہ کے پیچھے امام فلاں کے کہنا، مہمل ہے، پھر سوال یہ ہے۔ ((انما الاعمال بالنیات)) کا تعلق نماز ہی سے نہیں، ہر عمل سے ہے، بالخصوص نماز جنازہ میجو بآواز بلند نیت بولی جاتی ہے، اس تخصیص کی کیا دلیل ہے۔ چنانچہ جنازہ میں ایک شخص نیت پڑھتا ہے، باقی سب سنتے ہیں، دوسری باجماعت اور فرض نمازوں میں یہ باجماعت نہیں ہوتی، بلکہ ہو کوئی اپنی نیت پر انحصار کرتا ہے، یہ کیا فلسفہ ہے، بات یہ ہے نیت کا تعلق دل سے ہے، زبان سے نہیں، اور جس نیت کا تعلق زبان سے ہے، اس کا تعلق زبان سے ممکن ہو، مگر قرآن وسنت سے ہرگز نہیں۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم،

(الاعتصام جلد نمبر ۱۶ شمارہ نمبر ۵۰)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد05ص213-218

محدث فتویٰ